سید طارق حسین رضوی

# سندھ سے شائع ہونے والے ادبی اصناف وموضوعات سے متعلق رسائل

اردو ادبی رسائل میں آغاز سے یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ ادبی رسائل کی عمومی ترتیب میں اداریہ، حمد و نعت، نثری و شعری ادب، تحقیقی وتنقیدی مضامین اور تبصرے وغیرہم کے لیے صفحات مختص ہوتے تھے۔ یہ روایت بھی رہی کہ خصوصی شماروں کی اشاعت کے تحت مختلف اصنافِ ادب اور موضوعات پر خصوصی شمارے شائع کیے گئے۔ مثلاً افسانہ نمبر، ناول نمبر، نظم نمبر، غزل نمبر، سفرنامہ نمبر، مکتوبات نمبر، آپ بیتی نمبر، اور مختلف ادبی شخصیات پر نمبر وغیرہم۔ اب اس سے مزید آگے بڑھ کر مکمل طور پر یہ سلسلہ وار ادبی جرائد، منتخب اصناف ادب میں نثری و شعری تخلیقات کے علاوہ ان اصناف کی تاریخ، تنقید اور تحقیق کے حوالے سے اعلیٰ معیار کے مضامین و مقالات پیش کر رہے ہیں۔

اس مطالعے میں سندھ سے شایع ہونے والے ایسے ادبی رسائل کا ذکر مقصود ہے جنھوں نے اپنا دائرکار کسی ایک موضوع یا ایک ''صنفِ ادب'' تک محدود رکھا اور پھر اسی سے متعلق ادب کو، تسلسل کے ساتھ پیش کرتے رہے۔ چنانچہ اس مقالے میں ایسے ادبی رسائل کا ایک جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱)

نعت کی صنف پر مشتمل تخلیقات اور فن پر تحقیقی اور تنقیدی مضامین کی پیش کش کا سلسلہ قیامِ پاکستان کے بعد مختلف شہروں سے شروع ہوا۔ جنوری ۱۹۸۱ میں لاہور سے شیخ صفدر علی کی ادارت میں ماہ نامہ ''شام وسحر'' جاری ہوا۔ اس مجلّے نے اپنا موضوع نعت ہی کو بنائے رکھا اور کئی نعت نمبر پیش کیے۔ ۱۹۸۸ میں لاہور سے ماہ نامہ ''نعت'' کا اجرا، راجا رشید محمود کی ادارت میں ہوا۔ اس ماہ نامے کی انفرادیت یہ رہی کہ اس کا ہر شمارہ ایک خاص شمارے کے طور پر شایع ہوا۔ ''نعت'' نے معروف نعت گو شعرا کے کلام کے ساتھ ساتھ نئے لکھنے والوں کو بھی مواقع فراہم کیے۔ یہ رسالہ تا حال پابندی کے ساتھ جاری ہے۔ ۲۰۰۶ میں ''کاروانِ نعت'' کے نام سے ایک مجلّہ لاہور سے محمد ابرار حنیف مغل نے جاری کیا اس مجلّے کا بھی مرکز ومحور نعت گوئی قرار پایا۔ یہ مجلّہ بھی جاری ہے۔

☆

سندھ کی اردو ادبی صحافت کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اردو شعری اصناف میں حمد و نعت کے فروغ کے لیے مخصوص ادبی رسائل طویل عرصے سے کامیابی کے ساتھ جاری ہیں۔ ان میں اولیت ''نوائے نعت'' کو حاصل ہے جو ادیب رائے پوری

کراچی سے نکالتے تھے۔ یہ مجلہ ۱۹۸۸ میں جاری ہوا۔ جس میں نعتیہ کلام کے علاوہ مضامین بھی شامل تھے۔ لیکن یہ مجلہ جلد ہی بند ہو گیا۔

موجودہ دور میں ''نعت رنگ'' اپنے تحقیقی وتنقیدی، ادبی وعلمی معیار اور تسلسل کے ساتھ اشاعتی، سفر جاری رکھنے کے باعث سرفہرست ہے۔ ''نعت رنگ'' کا اجراء اپریل ۱۹۹۵ء میں کراچی سے معروف نعت گو اور نعت خواں سید صبیح الدین صبیح رحمانی کی ادارت میں ہوا۔ ''نعت رنگ''، علمی وتحقیقی کتابی سلسلہ ہے۔ آغاز میں ادارہ تحریر میں صبیح رحمانی کے علاوہ عزیز احسن اور انور حسین صدیقی شامل تھے۔ معاونت میں غوث میاں، ظہیر الاسلام، زاہد خاں لودھی، غلام مجتبیٰ احمدی، ولی محمد خان، ناصر الدین محمود، انجم مسعود جب کہ مشاورت میں حنیف اسعدی، قمر وارثی، راشد نور، محمد یعقوب غزنوی، خالد لودھی اور عبدالحنان شامل تھے۔

''نعت رنگ''، علمی وتحقیقی کتابی سلسلے کی پہلی کتاب ''تنقید نمبر'' کی حیثیت سے منظر عام پر آئی۔ فنِ نعت نگاری سے متعلق، مضامین ومقالات کو احسن ترتیب کے پیش کیا گیا۔ ۳۳۶ صفحات پر مشتمل اس شمارے میں تحقیق نعت کے عنوان سے ۷ مقالات ہیں جن میں ''نعت کا سفر''، سید آل احمد رضوی، ''تخلیق پاکستان اور ہماری نعتیہ شاعری'' ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی، ''نعتیہ شاعری میں ہائیکو'' صبیح رحمانی اہم ہیں۔ تنقیدِ نعت کے موضوع پر ''ممنوعاتِ نعت'' عاصی کرنالی، ''نعتیہ ادب میں تنقیدی جمود'' ادیب رائے پوری، ''نعت نگاری میں زم کے پہلو'' رشید وارثی، ''نعت نبی میں زبان وبیان کی بے احتیاطیاں'' عزیز احسن اہم ہیں۔ جب کہ فکر وفن کے تحت ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق، ڈاکٹر اسلم فرخی، عاصی کرنالی، تابش دہلوی، حفیظ تائب اور ڈاکٹر تحسین فراقی کے مضامین شامل ہیں۔ صبیح رحمانی ''نعت رنگ'' کے اجرا کی غرض وغایت سے متعلق رقم طراز ہیں:

> ''فروغِ نعت کے اس عہدِ زریں میں یہ کوئی بڑا کارنامہ نہیں لیکن نعت نگاری کی طرف رجوعِ عام کے اس اہم دور میں نعت کو رطب ویابس اور شعرا کے غیر محتاط رویوں سے محفوظ رکھنے کی پہلی سنجیدہ اور باقاعدہ کوشش ضرور ہے۔ اس ''کتابی سلسلے'' میں موضوعات نعت کی ایک ایسی دھنک پھیلی ہوئی ہے۔ جو کئی رنگوں کے امتزاج کی مظہر ہے یہ رنگ، تحقیق وتنقید کی دھوپ سے کشید کیے گئے ہیں۔''[۱]

''نعت رنگ'' کی پہلی کتاب ہی نے اردو نعت گوئی کی تاریخ اور اس کے فن سے متعلق تحقیقی وتنقیدی مقالات اور ان کی پیش کش کے انداز نے متاثر کیا۔ اس کا صحیح اندازہ نعت رنگ کے دوسرے شمارے میں شامل قارئین کے تاثراتی خطوط کے مطالعے سے بخوبی ہوتا ہے۔ مشفق خواجہ اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

> ''اس شمارے میں تحقیق وتنقید کے حوالے سے جو مضامین شائع کیے گئے ہیں۔ ان میں نعت گوئی کے تاریخی، فکری، جمالیاتی اور فنی پہلوؤں کے بارے میں بصیرت افروز مباحث ملتے ہیں۔ عہد حاضر کے چند نعت گو شاعروں کے فکر وفن کا مطالعہ موجودہ دور کی نعت گوئی کے اعلیٰ معیار کا اندازہ کرنے میں بڑی مدد دیتا ہے...... آپ ماشاءاللہ بیک وقت اچھے نعت گو بھی ہیں اور نعت گوئی کی تاریخ اور فن پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں اور کمال یہ ہے کہ نوعمری ہی میں ان اوصاف سے متصف ہیں۔ اس لیے جی چاہتا ہے کہ آپ اپنی خداداد صلاحیتوں سے کام لے کر اردو نعت کے اس ذخیرے کو منظر عام پر لائیں جو عام نگاہوں سے اوجھل ہے۔''[۲]

ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے لکھا کہ: ''نعت رنگ کے مطالعے سے آنکھیں روشن ہوگئیں اور اس کے مرتبین کے حق میں دل سے دعائیں نکلیں...... محترم عزیز صاحب اور رشید وارثی صاحب کے مضامین مجھے بطور خاص پسند آئے''۳؎ جب کہ ڈاکٹر ابوالخیر کشفی کی رائے ہے کہ: ''اگرچہ نعت سے متعلق کئی اور رسالے چھپ رہے ہیں لیکن میری دانست میں نعت کے فکری اور فنی پہلوؤں پر غور وفکر اب نعت رنگ کے وسیلے سے شروع ہو رہا ہے... نعت رنگ میں تحقیق اور تنقید دونوں کے درمیان توازن ہے''۴؎

درج بالا اقتباسات اس بات کا اظہار ہیں کہ اہل علم حضرات نے ''نعت رنگ'' کے اول شمارے کو نعتیہ ادب کے باب میں کس قدر وقیمت کا حامل جانا، نعتیہ سرمائے کو تحقیق وتنقید کی کسوٹی پر پرکھنے کے جس عزم کا ارادہ مدیر ''نعت رنگ'' نے ابتدا میں کیا تھا۔ وہ ''نعت رنگ'' کے تمام شماروں کے مطالعے میں بدستور نظر آتا ہے۔

''نعت رنگ'' نے کئی قابلِ ذکر خاص نمبر شائع کیے اس کا ساتواں شمارہ اگست ۱۹۹۹ء میں ''حمد نمبر'' کے طور پر شائع ہوا، یہ نمبر حمدیہ ادب کے فکر وفن پر ۱۹ مضامین ومقالات پر مشتمل ہے اس کے اہم مقالہ نگاروں میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، رشید وارثی ، ڈاکٹر سید یحیٰ نشیط ، ڈاکٹر سید عبدالباری، نور احمد میرٹھی، ڈاکٹر سید وقار احمد رضوی، ڈاکٹر ابوسفیان اصلاحی ، پروفیسر حفیظ تائب اور عزیز احسن شامل ہیں ۔''نعت رنگ'' کے بارہویں شمارے میں ایک گوشہ مرزا اسداللہ خان غالب کے عشق رسول، غالب کی نعت گوئی اور غالب کی شاعری کے نعتیہ ادب پر اثرات کے کئی پہلوؤں پر مبنی ہے ۔کل ۷ سات مقالات اس گوشے میں پیش کیے گئے ۔نعت رنگ کا اٹھارواں شمارہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی نمبر ہے۔ دسمبر ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔ یہ نمبر احمد رضا خان بریلوی کے نعتیہ سرمائے پر ادبی ولسانی اور فنی وفکری ۴۲ بیالیس مقالات پر مبنی ہے، اس کی ضخامت تقریباً آٹھ (۸۰۰) سو صفحات ہے۔

نعت رنگ کے ۲۳ ویں شمارے میں ''مہمان مدیر'' کا سلسلہ شروع کیا گیا اور بطور مہمان مدیر ڈاکٹر ریاض مجید کا اداریہ بعنوان ''ابتدائیہ'' شامل کیا گیا۔ جب کہ ایک اور شمارے میں پروفیسر انوار احمد زئی کا تحریر کردہ اداریہ ہے۔ نعت رنگ نے اردو ادب میں صنفِ نعت کے حوالے سے شعوری طور جس تحقیقی وتنقیدی، فنی وفکری کام کا آغاز کیا تھا، وہ رفتہ رفتہ ایک تحریک کی صورت اختیار کر گیا اور اس حوالے سے نت نئے موضوعات اور مباحث نے جنم لیا۔ اور یہ ''بہت دنوں کی بات نہیں جب سوالیہ انداز میں کہا جاتا تھا کہ کیا نعت ایک صنفِ سخن ہے؟ اور آج یہ بات پورے یقین سے کہی جاتی ہے کہ نعت ہر صنف سخن میں موجود ہے اور خود ایک مستقل صنف ہے۔''۵؎

''نعت رنگ'' کے علمی وادبی جدوجہد کے نتیجے میں اردو ادب کے موجودہ دور میں کئی ایسے وقیع تحقیقی اور تنقیدی مطالعات نظر آتے ہیں جو اس کی تحریک کا حاصل ہیں ۔ان میں نعت اور تنقید نعت از ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی ، اردو نعت از عزیز احسن ، اردو میں حمد ومناجات از ڈاکٹر سید یحیٰ نشیط ، اردو میں نعت گوئی ، از شفقت رضوی، نعتِ اردو از علامہ کوکب اوکاڑوی شامل ہیں ۔

اردو ادب کی تاریخ میں صنفِ نعت کے صحیح مقام ومرتبہ کا تعین اور نعت کے فکری وفنی پہلوؤں پر تحقیقی، تنقیدی اور علمی

مباحث، کا آغاز اور ارتقا، نعتیہ ادب میں ہیت کے تجربوں کو فروغ دینا ''نعت رنگ'' کے گزشتہ سالوں کے اشاعتی سفر میں نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں ''نعت رنگ'' کو دنیائے ادب کے نامور محققین، نقاد اور شعرا کا علمی اور فنی تعاون حاصل رہا۔ اردو ادبی رسائل کی تاریخ میں کسی ایک صنف ادب پر یہ اپنی نوعیت اور موضوع کے اعتبار سے منفرد کام ہے۔

۲۰۰۱ میں آفتاب کریمی کی ادارت میں ''سفیر نعت'' کا کراچی سے اجرا ہوا۔ یہ جریدہ بھی صنف نعت کی ترویج واشاعت کے لیے مخصوص ہے۔ پہلی کتاب 'صبیح رحمانی نمبر' کے طور پر منظرِ عام پر آئی۔ جو کہ صبیح رحمانی کی نعت کے فن سے متعلق خدمات کے احاطہ پر مبنی ہے۔ نعت کے تحقیقی اور تنقیدی پہلو پر ابو للیث صدیقی، ڈاکٹر ابوالخیر کشفی، ادیب رائے پوری، حفیظ تائب، محسن بھوپالی، ڈاکٹر حسرت کاس گنجوی، مسرور احمد زئی کے مضامین و مقالات شامل اشاعت ہیں۔ ستمبر ۲۰۰۳ء میں چوتھی کتاب ''محسن کاکوروی نمبر'' کی صورت میں شائع ہوئی۔ جس کے مقالہ نگاروں میں ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر فرمان فتح پوری،، محمد حسن عسکری، کالی داس گپتا رضا، ڈاکٹر ریاض مجید، ڈاکٹر سید یحیٰ احمد ہاشمی، شجاعت علی سندیلوی، عبدالمقیت شاکر علیمی اور حکیم عبدالقوی دریابادی شامل ہیں۔

''نعت نیوز'' کے نام سے محمد زکریا شیخ اشرفی نے ایک رسالہ ۲۰۰۶ میں کراچی سے جاری کیا۔ اس میں محافلِ نعت کا احوال۔ نعت خوانوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ ادبی حوالے سے اس میں صرف نعتیہ کلام ہے اور وہ بھی بہت کم۔

☆

حمد اور نعت کی صنف ہی سے متعلق ۱۹۹۰ میں کراچی سے ایک اور مجلہ شائع ہوا۔ یہ انجمن ترقی نعت (ٹرسٹ) کے زیر انتظام ''حمد و نعت'' شہزاد احمد کی ادارت میں جاری ہوا۔ مجلس ادارت میں مسرور کیفی، ڈاکٹر مطیع اللہ شاد، قاری ریاض احمد بدیونی، ڈاکٹر مجید اللہ قادری، رشید وارثی، نوا احمد میرٹھی، قمر وارثی شامل تھے۔ اس رسالے کے اجراء کے مقاصد بیان کرتے ہوئے شہزاد احمد لکھتے ہیں:

> ''نعتیہ فکر کو اجاگر کرنے اور روشناس کرنے کے لیے ماہ نامہ جاری کیا گیا ہے تاکہ شعبہ نعت میں انفرادی حیثیت سے کام کرنے والے اجتماعیت کا روپ دھار سکیں۔''[۶]

اس ماہ نامے نے معروف شعراء کا حمدیہ و نعتیہ کلام پیش کیا۔ دیگر مشمولات میں نعتیہ اور حمدیہ کلام کے حوالے سے تنقیدی اور تبصراتی مضامین اور قارئین کے خطوط شامل ہوتے ہیں۔

۱۹۹۰ء ہی میں مجلس احبابِ ملت کے زیر اہتمام کراچی سے مجلہ 'انوارِ حرم' جاری ہوا۔ اس کے مرتب جمیل عظیم آبادی تھے۔ اس مجلے میں حمدیہ اور نعتیہ کلام پیش کیا جاتا تھا جو شعرا کو پہلے سے فراہم کردہ مصرع ہائے طرح پر مبنی ہوتا تھا۔ اس مجلے نے حمد و نعت گو شعرا کے تازہ کلام سے قارئین کو محظوظ کرنے کا اہتمام کیا۔ ۲۰۰۶ء تک یہ مجلہ جاری رہا۔

☆

حمد کی صنف پر تحقیقی اور تنقیدی مضامین اور حمدیہ کلام کی پیش کش پر مبنی ایک کتابی سلسلہ جون ۱۹۹۸ء میں طاہر سلطانی کی

ادارت میں کراچی سے ''جہانِ حمد'' جاری ہوا۔مجلس مشاورت میں علامہ ریاض الدین سہروردی، ڈاکٹر جمیل عظیم آبادی، ادیب رائے پوری، خواجہ رضی حیدر، اقبال حیدر، عزم بہزاد، اقبال عالم، شہزاد احمد، معظم علی امجد اور فاروقی نازاں شامل ہیں۔اس رسالے کا ہر شمارہ ایک کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔جس میں تحقیقی وتنقیدی مضامین ومقالات کے علاوہ حمدیہ اور نعتیہ کلام شامل شاعت ہوتا ہے۔اس رسالے کو اردو ادب کے نامور محققین اور ادباء کا تعاون حاصل رہا جن میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر اسلم فرخی، ڈاکٹر ابوالخیر کشفی، ڈاکٹر عاصی کرنالی، آفاق صدیقی، ڈاکٹر ریاض مجید اور ڈاکٹر حسرت کاسگنجوی وغیرہم شامل ہیں۔

''جہانِ حمد'' نے کئی یادگار نمبر شائع کیے۔جن میں حمدیہ موضوع کے دائرے سے باہر جا کر دیگر اصناف پر بھی نگارشات پیش کی گئیں۔گیارہ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ''قرآن نمبر'' اعلیٰ معیار کے تحقیقی وتنقیدی مقالات، حمدیہ ونعتیہ کلام اور دیدہ زیب طباعت کے باعث یادگار رہے۔اس کے علاوہ ''خواتین حمد ونعت نمبر''، ''بہزاد لکھنوی حمد ونعت نمبر''، ''صبا اکبرآبادی حمد ونعت نمبر''، ''مناجات نمبر''، ''غیر مسلم حمد گو شعرا کا اولین تذکرہ نمبر''، ''علامہ اقبال نمبر''، ''یادگار حمد ونعت نمبر''، ''سید الشہدا نمبر''، ''پنجاب کے نعت گویاں نمبر''، ''سلام، حمدیہ ونعتیہ ہائیکو نمبر''، ''حمدیہ ونعتیہ نظموں پر مشتمل نمبر''، ''ڈاکٹر شمس جیلانی حمد ونعت نمبر'' اور ''ڈاکٹر ابوالخیر کشفی حمد ونعت نمبر'' شامل ہیں۔یہ کتابی سلسلہ تاحال جاری ہے۔

طاہر سلطانی نے ہی ایک ماہ نامہ ''ارمغانِ حمد'' کے نام سے فروری ۲۰۰۴ میں کراچی سے جاری کیا۔جو صرف ''حمد'' کی صنف اور کلام پر تحقیقی اور تنقیدی مضامین پر مشتمل ہے۔اس ماہ نامے نے بھی خصوصی شمارے پیش کیے جن میں خلفاےءراشدین نمبر، فاروق وعلی نمبر، حمزہ نمبر، حمدیہ نعتیہ ہائیکو نمبر، شامل ہیں، طاہر سلطانی کو اس ماہ نامے کے لیے اردو کے نام ور ادیبوں کا قلمی تعاون حاصل رہا ہے۔یہ رسالہ تاحال کام یابی کے ساتھ جاری ہے۔

جنوری ۱۹۹۷ء میں ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی کی ادارت میں سہ ماہی ''القلم'' کراچی سے جاری ہوا یہ ایک علمی ادبی ثقافتی اور تحقیقی جریدہ ہے۔ضمیر اختر نقوی اس جریدے کے اعراض ومقاصد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ: ''اس رسالے میں شامل مضامین کا تعلق خالصتاً ادب اہلبیت رسولؐ سے ہوگا۔اور یہ رسالہ رسول اور آل رسولؐ کے لیے اردو زبان کی خدمات کو اجاگر کرے گا۔[۷]

اس رسالے میں تحقیقی وتنقیدی مضامین ومقالات کے موضوعات نعت، مرثیہ اور سلام سے متعلق ہیں اور ان اضاف سخن میں کہا جانے والا کلام اردو نعت ایک اجمالی جائزہ از حفیظ تائب، میر مونس کے حالات زندگی از ضمیر اختر نقوی، انیس کے ایک مرثیے کا مطالعہ از ماجد رضا عابدی پہلے شمارے میں شامل ہیں۔اس رسالے کی انفرادیت قارئین کے خطوط اور ان کے جوابات من جانب مدیر ہے۔'القلم' نے اردو کے رثائی ادب کو اپنا موضوع بناتے ہوئے اسی دائرہ کار میں کام کیا ہے۔

(۲)

طنزیہ ومزاحیہ ادب کے موضوع کے لیے مختص ادبی جرائد واخبارات کا اجراء بھی اردو ادبی صحافت کی ایک قدیم روایت کے

طور پر جاری نظر آتا ہے۔اس سلسلے کا باقاعدہ آغاز ''اودھ پنچ'' سے ہوتا ہے۔۱۸۵۷ کی جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد کی صورتِ حال اور علی گڑھ تحریک کے ردِعمل کے طور پر جنوری ۱۸۷۷ میں مولوی سجاد حسین کی ادارت میں ''اودھ پنچ'' جاری ہوا۔ڈاکٹر وزیر آغا کی رائے کے مطابق:

> ''مغربی تہذیب کی آمد نے صدیوں کے منجمد معاشرے میں یکا یک ایک تموج سا پیدا کر دیا تھا۔ایک طرف تو وہ لوگ تھے جو کسی طرح کی تبدیلی ناپسند کرتے تھے۔دوسری طرف وہ لوگ تھے جو اپنی روایات اور تہذیب سے پوری طرح منقطع ہونے کے لیے تیار تھے اور دونوں طبقوں کا انداز کسی نہ کسی حد تک جذباتی تھا۔'اودھ پنچ' کے معرضِ وجود میں آنے کے لیے یہ مناسب ترین وقت تھا کیوں کہ ان دونوں طبقوں کے جذباتی ردِعمل کو ہدفِ طنز بنانا وقت کی سب سے اہم ضرورت تھی۔چنانچہ 'اودھ پنچ' کو یہ تاریخی اہمیت حاصل ہے کہ اس نے جہاں مغرب کی اندھا دھند تقلید کو ہدف بنایا وہاں اپنی معاشرت کے زوال آمادہ عناصر کا بھی مذاق اڑایا اور یوں فضا کو اعتدال پر لانے کی بھرپور کوشش کی۔''۸

''اودھ پنچ'' کو اردو ادبی صحافت کا پہلا مکمل ظریفانہ پرچہ قرار دیا جاسکتا ہے۔''اودھ پنچ'' کے معیارِ ظرافت کے بارے میں پنڈت برج نرائن چکبست لکھتے ہیں کہ:

> ''اودھ پنچ کے ظریفوں کی شوخ وطرار طبیعت کا رنگ دوسرا ہے۔ان کے قلم سے پھبتیاں اس طرح نکلتی ہیں جیسے کمان سے تیر....جو مظلوم ان تیروں کا نشانہ ہوتا ہے وہ روتا ہے اور دیکھنے والے اس کی بے کسی پر ہنستے ہیں۔''۹

لکھنؤ کی ٹکسالی زبان کا کمال،عبارت کی شوخی،محاورہ کی صفائی سے جو ظریفانہ رنگ ''اودھ پنچ'' کے ادیبوں نے پیش کیا،وہ اردو طنز ومزاح کی تاریخ میں یادگار ہے۔تیس سال سے زائد عرصے تک دنیائے اردو میں ''اودھ پنچ'' کا سکہ چلتا رہا۔'اودھ پنچ کے عہد ہی میں،معروف شاعر ریاض خیر آبادی نے ''فتنہ'' اور ''عطرفتنہ'' جاری کیے۔جن کا بیش تر حصہ وہ خود تحریر کیا کرتے تھے۔

۱۸۷۸ء میں لاہور سے مولوی فتح الدین بسمل نے ''اخباروں کا قبلہ گاہ'' کے نام سے ایک اخبار جاری کیا۔اس اخبار کا ضمیمہ ''پنجاب پنچ'' کے نام سے شائع ہوتا تھا۔یہ غالباً پنجاب کا پہلا مزاحیہ اخبار تھا۔۱۸۸۰ میں لاہور ہی سے ایک اور مزاحیہ اخبار ''دہلی پنچ'' جاری ہوا۔اس کے مدیر مولوی فضل الدین تھے۔ذاتیات کو نشانہ بنانے کے باعث ''دہلی پنچ'' کے مزاح کا معیار سطحی اور عامیانہ تھا۔۱۰ ۱۸۸۵ء میں لاہور سے ہفتہ وار ''ملا دو پیازہ'' جاری ہوا۔اس کے روحِ رواں مولوی محرم علی چشتی تھے۔یہ اخبار سرسید کے نظریات پر اپنے ردِعمل کو طنز ومزاح کے ذریعے پیش کیا کرتا تھا۔

''ملا دو پیازہ'' کے علاوہ اسی عہد میں ''جعفر زٹلی''، ''پاٹے خان'' اور ''رفیقِ ہندوستان'' بھی شائع ہوئے۔مقامی معاملات اور ذاتیات پر مبنی طنز وظرافت کی وجہ سے ان کا معیار بلند نہ ہوسکا۔۱۱ لیکن ان پرچوں کے باعث اردو ادبی صحافت میں علاحدہ سے طنز ومزاح کے لیے مختص پرچے جاری کرنے کی روایت نے استحکام حاصل کیا۔

بیسویں صدی کے آغاز میں ماہ نامہ ''ظریف'' دسمبر۱۹۱۳ میں لاہور سے پیرزادہ عبدالرشید کی ادارت میں جاری ہوا۔اس ماہ نامے کو حامد حسن قادری، سید احمد دہلوی، مولانا گرامی، محوی لکھنوی، خوشی محمد ناظر، اور نذیر احمد صوفی جیسے نام ور ادیبوں کا قلمی تعاون حاصل رہا۔اس کے بعد۱۹۳۱ میں مولانا چراغ حسن حسرت نے لاہور سے ہفت روزہ ''شیرازہ'' جاری کیا۔ یہ جریدہ بھی صرف مزاح نگاری کی اشاعت کے لیے وقف تھا۔ چراغ حسن حسرت ایک صاحب طرز ادیب اور مزاح نگار تھے۔اس لیے اپنی تحریروں سے اس رسالے کو مزین کرتے رہے اور دیگر ادبا میں امتیاز علی تاج، مجید لاہوری، محمد فاضل، میراجی، مہندر ناتھ اور احمد ندیم قاسمی شامل تھے۔[۱۲]

قیامِ پاکستان سے قبل طنزیہ و مزاحیہ صحافت میں ہفت روزہ، دس روزہ اور پندرہ روزہ دورانیے پر مشتمل (۹۱) اکیانوے اخبارات پورے ہندوستان کے مختلف علاقوں سے جاری ہوئے۔[۱۳] اتنی کثیر تعداد میں یک موضوعی اخبارات کے اجرا کی بنیاد ہندوستان کے بدلتے ہوئے سیاسی اور سماجی حالات تھے جو وہاں کی تہذیب و معاشرت کو متاثر کر رہے تھے۔ معاشرہ ذہنی اور فکری سطح پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا۔ چنانچہ طنز و مزاح کے ذریعے ان مشکل حالات میں اپنے ردِعمل کو پیش کرتے ہوئے ایک خوش گوار فضا قائم کرنے کی کوشش کی گئی۔

☆

قیامِ پاکستان کے بعد طنز و مزاح سے متعلق اردو ادبی رسائل لاہور، کراچی، اسلام آباد، راولپنڈی اور حیدرآباد سے شایع ہوتے رہے۔ سندھ سے شائع ہونے والا سب سے پہلا ماہ نامہ ''نمکدان'' ہے۔ مجید لاہوری نے ۲۸ فروری، ۱۹۴۸ء کو کراچی سے جاری کیا۔ یہ معیاری اور مزاحیہ ادبی پرچہ تھا۔ مجید لاہوری خود ایک صاحب طرز مزاح نگار تھے انھوں نے معاشرتی ناہمواریوں اور الجھنوں کو اپنے مخصوص طنزیہ اور مزاحیہ انداز میں نظم و نثر دونوں میں بیان کیا۔ یہ انداز عوام میں مقبول ہوا اور اس رسالے نے اپنا حلقۂ قارئین بنالیا۔ ''اودھ پنچ'' اور ''نمکدان' میں مماثلت کے حوالے سے ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں کہ:

> ''جس طرح ''اودھ پنچ'' کے روحِ رواں منشی سجاد حسین تھے جنھوں نے اپنے گرد بعض نہایت اچھے لکھنے والے جمع کر لیے تھے، اسی طرح 'نمکدان' کے پسِ پشت مجید لاہوری ہیں اور انھیں بھی ملک کے بعض اچھے لکھنے والوں کا تعاون حاصل ہے۔''[۱۴]

مجید لاہوری نے سیاسی لیڈروں کے لیے سیٹھ ٹائر جی، ٹیوب جی، بنک جی، بیلنس بھائی، مولوی گل شیر محمد خان جیسے کردار تخلیق کیے۔ سماجی سیاسی، اور معاشرتی موضوعات پر مجید لاہوری زبردست تبصرے کیا کرتے تھے۔ ان کی مزاح نگاری قارئین کے لیے ایک خوش گوار اور لطیف احساس کے ساتھ ساتھ مختلف عوامی مسائل سے آگاہی کا باعث بھی تھی۔ ''نمکدان'' میں لکھنے والے اہم ادیبوں میں مولانا عبدالمجید سالک، چراغ حسن حسرت، حاجی لق لق، ضمیر جعفری، نذیر احمد شیخ، طفیل احمد جمالی، اسد شفیع عقیل، اسد ملتانی مسعود مفتی اور فیض لدھیانوی شریک رہے۔ ''نمکدان'' کے مشمولات میں طنزیہ مزاحیہ نظمیں، نثر پارے اور مضامین شامل تھے۔

نمکدان کا سرورق کارٹون سے مزین ہوتا تھا۔ یہ کارٹون کسی نہ کسی سیاسی یا سماجی موضوع پر مبنی ہوتا تھا۔ ''نمکدان'' کا ایک اور اہم اور مقبول سلسلہ ''پرانے چاول'' تھا جس کے تحت اردو کے نامور مزاح نگاروں کی منتخب نگارشات پیش کی جاتی تھیں۔ ۱۹۵۷ء میں مجید لاہوری کے انتقال کے بعد یہ رسالہ اپنا اشاعتی سفر تسلسل کے ساتھ جاری نہ رکھ سکا۔ مجید لاہوری کی ادارت میں نو سال تک، یہ رسالہ قیامِ پاکستان کے بعد ایک نئے معاشرے کی فکری اور ادبی تعمیر میں اپنا کردار طنز و مزاح کے ذریعے ادا کرتا رہا۔ مجید لاہوری کے بعد ارشاد احمد خان اور طفیل احمد جمالی نے اسے جاری رکھنے کی کوشش کی، ان کے بعد مولوی مدن نے ''نمکدان'' کو ایک بار پھر جون ۱۹۷۸ میں کوئٹہ سے جاری کیا۔ لیکن یہ زیادہ عرصے جاری نہ رہ سکا اور ایک بار پھر ارشاد احمد خان کی ادارت میں کراچی سے جاری ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ مجید لاہوری کے بعد اس رسالے کو وہ عروج حاصل نہ ہو سکا جو اس کے اولین دورِ اشاعت میں تھا۔

سندھ سے شایع ہونے والا دوسرا ہفت روزہ رسالہ 'چونچ' تھا۔ یہ دسمبر ۱۹۵۵ میں کراچی سے جاری ہوا۔ اس کے ادارۂ تحریر میں صہبا بی کام، تاج رضوی اور صبر کلکتوی شامل تھے۔ ''بھول بھلیاں''، ''مورکھ دھندا''، ''چوپال'' اور ''ڈھانچے'' اس کے طنزیہ کالم تھے۔ طنزیہ اور مزاحیہ ادب کی پیش کش اس ہفت روزہ کا مقصد ضرور تھا لیکن یہ ''نمکدان'' جیسا شائستہ اور اعلیٰ مزاح تسلسل کے ساتھ پیش نہ کر سکا۔

اس کے بعد جون ۱۹۶۰ء میں کراچی سے ماہ نامہ ''پھلجھڑی'' کا آغاز مسٹر دہلوی کی ادارت میں ہوا۔ اس رسالے کے مشمولات میں طنزیہ اور مزاحیہ مضامین، شاعری، اور قارئین کے خطوط تھے۔ اس کے قلمی معاونین میں رئیس امروہوی، دلاور فگار، ضمیر جعفری، راغب مرادآبادی، حنیف فوق، ظریف جبل پوری،، وحید قیصر اور مرزا محمود سرحدی شامل تھے۔ اس رسالے نے اپنے عہد کے نامور ادیبوں کے تعاون سے طنزیہ اور مزاحیہ ادب کو فروغ دیا لیکن اپنی اشاعت کا تسلسل برقرار نہیں رکھا۔

اردو ادبی صحافت میں طنز و مزاح کے لیے مختص رسائل میں کراچی سے شایع ہونے والا ''پاک پنچ'' کو ''نمکدان'' کے مقابلے کا ایک ماہ نامہ کہا جا سکتا ہے۔ ''پاک پنچ'' جنوری ۱۹۶۱ میں افضل الرحمٰن ممتاز کی ادارت میں جاری ہوا۔ اس رسالے کے مقاصد کا اظہار یوں ملتا ہے کہ:

> ''پاک پنچ''، سنجیدگی، علمیت، خوش ذوقی، وسیع النظری اور زندہ دلی کے ساتھ 'اودھ پنچ' کی روایت کو زندہ کرنے اور آگے بڑھانے کے لیے جاری کیا جا رہا ہے''۔[۱۵]

''پاک پنچ'' نے ابتدا ہی سے طنز و مزاح کی روایت کو آگے بڑھانے کا اہتمام کیا اور معروف اہلِ قلم کے تعاون سے ایک وسیع حلقۂ قارئین بنالیا۔ ابنِ انشاء، ابراہیم جلیس، ضمیر جعفری، شفیع عقیل، مہدی علی خان، احمد جمال پاشا اور ظریف جبل پوری اس حلقے میں نمایاں تھے۔ طنز و مزاح سے بھرپور تخلیقی نگارشات سے یہ ماہ نامہ مزین ہوتا تھا۔ مضامین و منظومات کے ساتھ ساتھ ''کیری کیچرز'' اور ''کارٹونی خاکے'' بھی اس رسالے میں شامل ہوتے تھے۔ ''پاک پنچ'' میں شایع ہونے والا طنز و مزاح معاشرے کے مسائل اور

روزمرہ زندگی کے واقعات پر شگفتہ مزاح اور تیکھے طنز پر مبنی ہوتا جو اپنے مؤثر اندازِ بیان کی وجہ سے مقبول ہوا۔ یہ رسالہ ۱۹۸۵ء تک بے قاعدگی کے جاری رہا۔ ۱۹۸۵ء میں مدیر کے انتقال کے باعث اشاعت بند ہوگئی۔ بعد میں مدیر کی اہلیہ نے اسے جاری رکھنے کی کوشش کی لیکن اس رسالے کا انداز و مزاج برقرار نہ رکھ سکیں۔

۱۹۷۲ میں کراچی سے معروف کاٹونسٹ، جمشید انصاری کی زیرِ ادارت ''کارٹونسٹ'' جاری ہوا۔ اس رسالے کی انفرادیت یہ تھی کہ اس کے ہر صفحے پر کارٹون ضرور موجود ہوتا تھا جو کہ مضمون یا نظم کی مناسبت سے مزاح نگاری کے عنصر کو مزید تقویت دیتا تھا۔ سرورق سے لے کر آخری صفحے تک موجود کارٹون سماجی معاملات اور واقعات کی جانب اشارہ کرتے اور کی معنویت سے قاری کو آگاہ کرتے تھے۔ ''کارٹونسٹ'' میں مزاحیہ مضامین، نظمیں تبصرے اور قارئین کے خطوط بھی شامل ہوتے۔ یہ رسالہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد رسالہ تھا۔ جس میں دو فنون کا اجماع ایک ہی سمت میں آگے بڑھتا اور ابلاغ کرتا محسوس ہوتا ہے۔ جمشید انصاری کے اچانک ایک حادثے میں جاں بحق ہوجانے کے باعث یہ رسالہ بند ہوگیا۔

۱۹۸۵ء میں ماہ نامہ ''ظرافت'' ایوانِ ظرافت، حیدرآباد سے شائع ہوا۔ مدیرِ اعلیٰ ضیاالحق قاسمی اور مدیرِ اعزازی عطاالحق قاسمی تھے۔ (عطاالحق قاسمی صاحب کا تعلق حیدرآباد سندھ سے رہا ہے۔) ابتدائی طور پر اس میں پاک و ہند مزاحیہ مشاعرے کا انتخاب پیش کیا گیا۔ ''ظرافت'' کی مقبولیت کے باعث یہ سلسلہ ایک فکاہی ادب پیش کرنے والے جریدے کے طور پر جاری رہا۔ ۱۹۸۸ء میں اس کا باقاعدہ ڈیکلریشن حاصل کیا گیا اور ساتھ ہی یہ کراچی منتقل ہوگیا۔ مجلسِ مشاورت میں سید ضمیر جعفری، دلاور فگار، ڈاکٹر انعام الحق اور اطہر شاہ خان شامل تھے۔ ''ظرافت'' میں مضامین کم اور مزاحیہ شعری تخلیقات زیادہ پیش کی گئیں۔ شعری تخلیقات میں 'ظرافت' کی انفرادیت مزاحیہ غزلیات رہیں اور اس سلسلے میں اسے پاکستان کے علاوہ ہندوستان اور دنیا کے مختلف ممالک میں بسنے والے نام ور مزاحیہ اردو شعرا کا تعاون حاصل رہا۔ اس مجلّے کے تین سلسلے ایسے تھے کہ جن کے ذریعے عام قارئین اور نئے لکھنے والوں کو بھی اظہارِ خیال کا موقع ملتا رہا۔ ''کس قیامت کے ہیں نامے'' کے تحت قارئین کے خطوط، ''اور لگایئے قہقہے'' کے زیرِ عنوان لطائف اور مزاحیہ واقعات اور ''نذرِ قارئین'' کے ضمن میں قارئین سے موصول ہونے والے ان کے پسندیدہ مزاحیہ اشعار اور مزاحیہ واقعات وغیرہم پیش کیے جاتے تھے۔ ''بزمِ ضیائے ادب'' کے زیرِ انتظام منعقدہ مشاعرے، طنزیہ و مزاحیہ ادبی نشستوں اور ادیبوں کے ساتھ منائے جانے والی شاموں کا احوال بھی اس رسالے میں شامل کیا جاتا تھا۔ اس رسالے کا اداریہ بھی طنزیہ و مزاحیہ رنگ لیے ہوئے ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ پطرس بخاری اور ابن انشا سے لے کر موجودہ دور تک کے نام ور مزاح نگاروں کی شعری اور نثری تخلیقات اس رسالے میں پیش کی جاتی رہیں۔ اردو کے فکاہی ادب کی ترویج و اشاعت میں اس رسالے کا کردار یوں بھی اہم اور قابلِ قدر رہا ہے کہ اس نے ''ابنِ انشا نمبر''، ''دلاور فگار نمبر''، ''ضمیر جعفری نمبر''، ''چھیڑ خانیاں نمبر'' شایع کیے۔ اس کے بعد ضیاالحق قاسمی انتقال کر گئے اور یہ رسالہ بھی بند ہوگیا۔

ضیاالحق قاسمی نے ''ظرافت'' کی ادارت کے دور میں ہی ایک اور رسالہ 'خاکے اور کارٹون' بھی اکتوبر ۱۹۸۹ میں کراچی سے جاری کیا۔ اس میں مختلف سیاسی اور ادبی شخصیات کے نثری اور شعری خاکے پیش کیے جاتے تھے لیکن اس اہتمام کے ساتھ کہ ان کی مناسبت سے کارٹون بھی ہوتے تھے۔ اور یہی اس رسالے کی انفرادیت تھی۔ دیگر مشمولات میں مزاحیہ اشعار اور قطعات، نظمیں اور لطائف شامل کیے جاتے تھے۔ مدیر، خود ہی اکثر و بیشتر اس رسالے کی قلمی ضروریات کو پورا کر دیا کرتے تھے۔ ''خاکے اور کارٹون'' کے سات شماروں پیش کرنے کے بعد اس کی اشاعت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

محمد اقبال کی ادارت میں کراچی سے ۱۹۹۰ میں ایک ماہ نامہ 'زیرِ لب' کا اجرا ہوا۔ اس رسالے کے اغراض و مقاصد کے حوالے سے مدیر رقم طراز ہیں کہ:

> ''کوچہ و بازار رونقوں سے، ریستوران خوش گپیوں سے، اور گھر قہقہوں سے محروم ہو چکے ہیں۔ مسکراہٹیں اب صرف ٹوتھ پیسٹوں کے اشتہارات میں نظر آتی ہیں۔ ایسے ہُو کے عالم میں ''زیرِ لب'' کا اجرا کا اولین مقصد تھکے ہوئے ذہنوں کو تازگی و فرحت بخشنا اور خاموش لبوں پر شگفتگی و مسکراہٹ بکھیرنا ہے۔ یقیناً آپ اسے ہمارا خللِ دماغ ہی قرار دیں گے کیوں کہ فی زمانہ ایک رسالہ نکالنا اور وہ بھی نیم ادبی و فکاہیہ ادب کے ترجمان کی حیثیت میں، درحقیقت اپنی عزت خود ہی داؤ پر لگانے کے مترادف ہے لیکن سب کچھ سمجھتے بوجھتے اپنے پچھلوں کے حشر سے آگاہ، ہم یہ طے کر چکے ہیں کہ خواہ کچھ بھی ہو، چہروں پر مسکراہٹیں بکھیر کر دم لیں گے۔''[۱۶]

''زیرِ لب'' نے طنز و مزاح کی پیش کش کا جو اسلوب اختیار کیا اس میں ''چلتے پرزے''، ''تیکھی تیکھی''، ''لب بہ لب''، ''پارکنگ لاٹ''، ''خبر کی خبر'' اور ''سر آنکھوں'' پر شامل ہیں، اس رسالے کا اداریہ ''اُدھاریہ'' کے عنوان سے پیش کیا جاتا تھا۔ ''چلتے پرزے'' کے عنوان سے ہر ماہ قارئین کی جانب سے موصول ہونے والی طنزیہ اور مزاحیہ تحریروں کو شامل کیا جاتا، ''پارکنگ لاٹ'' میں قارئین کی پسندیدہ منتخب مزاحیہ تحریریں ہوتیں، ''سر آنکھوں پر''، میں قارئین کے تبصراتی خطوط شامل کیے جاتے، ''مشتاقیات'' کے عنوان سے معروف مزاح نگار، مشتاق احمد یوسفی کی مزاح نگاری پر مضامین اور ان کی تحریروں کا انتخاب بھی شایع کیا جاتا رہا اور ''زیرِ لب'' کے دیگر مندرجات میں کالم، شاعری، کارٹون، لطائف ہوتے تھے۔ اس ماہ نامے کو مشتاق احمد یوسفی، سرفراز شاہد، دلاور فگار، ضمیر جعفری، راغب مراد آبادی، محمد خالد اختر، ضیاالحق قاسمی اور ارشاد خان، جیسے مزاح نگاروں کا تعاون حاصل تھا۔ اس رسالے نے نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی۔ متوازن اور شگفتہ مزاح، قارئین کے لیے پیش کیا۔ اس کے موضوعات میں سیاست، سماجی اور معاشرتی مسائل، بدلتے ہوئے حالات و واقعات سب ہی شامل رہے۔

کراچی سے ہی ''مزاح پلس'' بھی جاری ہوا جس کے مدیرِ اعلیٰ، شوکت جمال اور مدیر، ادنیٰ انور احمد علوی ہیں۔ مجلس مشاورت میں کلیم چغتائی، ڈاکٹر صابر علی ہاشمی، محمد شجاع الدین غوری، محمد منشا قاضی اور وقار محسن شامل ہیں۔ رسالے کے سرورق پر ''رسالہ پڑھ کر ہنسی نہ آئی تو کسی اچھے ماہر نفسیات سے رجوع کریں'' تحریر ہے۔ قدیم و جدید دونوں طرح کی طنزیہ و مزاحیہ تحریریں اس

رسالے میں ملتی ہیں۔طنزیہ مزاحیہ مضامین، نظمیں، لطائف، ادبی خبریں اور تبصرے کتابی شامل ہوتے ہیں۔اس ماہ نامہ کی طباعت بھی عمدہ ہے۔

(۳)

سندھ کی اردو ادبی صحافت میں یک صنفی و موضوعی رسائل کے اس مختصر مطالعے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہاں کی ادبی صحافت نے قیامِ پاکستان کے بعد قدرے مشکل اور نا مساعد حالات میں اپنی جدو جہد کا آغاز کیا اور عمومی ادبی رسائل کے علاوہ اختصاصی لحاظ سے بھی جرائد کا اجرا کر کے مجموعی طور پر اردو ادب کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ بالخصوص حمد، نعت، مرثیہ، سلام، مزاحیہ نظم، قطعات، غزل، اور طنزیہ و مزاحیہ، کالم نگاری کی اصناف کے ارتقائی عمل کو بہتر بنایا۔ قارئین کو نہ صرف یہ کہ معیاری ادب فراہم کیا بلکہ انھیں تخلیق ادب کے عمل میں از خود شامل کر کے ان کے ذوق کی تعمیر کی۔ کسی ایک صنف یا ایک ہی موضوع پر تسلسل کے ساتھ ادب پیش کرنا خاصا مشکل کام ہے لیکن مذکورہ جرائد کے مدیران کی محنت، لگن اور ذوق نے اس کام کو آسان کر دکھایا۔

حواشی:

۱۔ نعت رنگ، کتاب نمبر۱، کراچی، ص۸۔
۲۔ ایضاً، کتاب نمبر۲، کراچی، ص۳۰۶۔
۳۔ ایضاً، کراچی، ص۲۹۷۔
۴۔ ایضاً۔
۵۔ ایضاً، کتاب نمبر۲۰، کراچی، ص۹۔
۶ حمد و نعت (ماہ نامہ)، جلد اول، شمارہ۔۲، کراچی، ص۲۔
۷۔ القلم (ماہ نامہ) جنوری تا مارچ ۱۹۹۷ء، کراچی، ص۴۔
۸۔ ڈاکٹر وزیر آغا، ''اردو ادب میں طنز و مزاح''، مکتبہ عالیہ، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص۱۱۔
۹ مجلّہ 'نقوش' طنز و مزاح نمبر، ادارہ فروغ اردو، لاہور، جنوری، فروری، ۱۹۵۹ء، ص۲۵۸۔
۱۰۔ ایضاً، ص۲۳۵۔
۱۱۔ ایضاً، ص۲۴۳۔
۱۲۔ ڈاکٹر انور سدید، ''پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ''، اکادمی ادبیات، پاکستان، جنوری ۱۹۹۲ء، ص۳۳۴۔
۱۳۔ ڈاکٹر فوزیہ چودھری، ''اردو کی مزاحیہ صحافت''، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص۵۶۔
۱۴۔ اردو ادب میں طنز و مزاح، ص۳۴۳۔
۱۵۔ پاک پنچ، ماہ نامہ، کراچی۔ اداریہ، جنوری ۱۹۶۱، ص۳۔

۱۶۔ زیرِلب، ماہ نامہ، کراچی، مئی ۱۹۹۰، شمارہ ۱، جلد ۱، ص ۳۔

فہرستِ اسنادِ محولہ:

کتب:


۱۔ آغا، وزیر، ڈاکٹر: ۱۹۷۰ء، ''اردو ادب میں طنز و مزاح''، مکتبہ عالیہ، لاہور۔

۲۔ انور سدید، ڈاکٹر: ۱۹۹۲ء، ''پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ''، اکادمی ادبیات، پاکستان۔

۳۔ چودھری، فوزیہ، ڈاکٹر: ۲۰۰۰ء، ''اردو کی مزاحیہ صحافت''، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور۔


رسائل:


۱۔ ماہ نامہ، ''القلم''، جنوری تا مارچ ۱۹۹۷ء، کراچی۔

۲۔ ماہ نامہ، ''پاک پنچ''، جنوری ۱۹۶۱، کراچی۔ اداریہ۔

۳۔ ماہ نامہ، ''حمد و نعت''، جلد اول، شمارہ ۲، کراچی۔

۴۔ ماہ نامہ، ''زیرِلب''، مئی، ۱۹۹۰، شمارہ ۱، جلد ۱، کراچی۔

۵۔ ''نعت رنگ''، اپریل ۱۹۹۵، کتاب نمبر ۱، دسمبر ۱۹۹۵، کتاب نمبر ۲، اگست، ۲۰۰۸، کتاب نمبر ۲۰، نعت ریسرچ سینٹر، کراچی۔

۶۔ مجلّہ ''نقوش'' طنز و مزاح نمبر، جنوری، فروری، ۱۹۵۹، ادارہ فروغ اردو، لاہور۔


---